

## 21819- اگر عاشوراء کے روزہ کی دن میں نیت کر لی جائے تو کیا عاشوراء کا اجر ملے گا

### سوال

مجھے عاشوراء کے روزہ کی فضیلت کا علم ہے کہ اس سے گزشتہ ایک برس کے گناہ معاف ہوتے ہیں، لیکن ہمارے ہاں میلادی تاریخ رائج ہے جس وجہ سے مجھے عاشوراء کا علم صرف اسی دن ہوتا ہے، تو اگر میں نے اس دن کچھ بھی نہ کھایا ہو اور روزہ کی نیت کر لوں تو کیا میرا روزہ صحیح ہوگا، اور کیا مجھے عاشوراء کے روزے کی فضیلت حاصل ہو جائے گی؟

### پسندیدہ جواب

اللہ وحدہ لا شریک کا شکر ہے جس نے آپ کو نوافل کی ادائیگی اور اطاعت کرنے میں آسانی پیدا فرمائی اور اس کا حریص بنایا ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں اور آپ کو اس پر ثابت قدم رکھے۔

آپ نے روزہ کی نیت کے بارہ میں سوال کیا ہے کہ آیات کو ہی کرنی چاہیے یا دن کو بھی کی جاسکتی ہے ہم اس کے بارہ میں گزارش کریں گے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے نفلی روزے کی نیت دن کو بھی کی تھی۔

اس لیے اگر کوئی شخص فجر کے بعد کچھ بھی نہیں کھاتا تو اس کے لیے نفلی روزہ کی نیت کرنی جائز ہے جیسا کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھروالوں کے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے کیا آپ کے پاس کچھ کھانے پینے کی چیز ہے؟

تو گھروالے کہنے لگے ہمارے پاس تو کچھ نہیں ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میرا روزہ ہے۔

صحیح مسلم حدیث نمبر (1154-170)

حدیث میں لفظ (اذن) ظرف زمان ہے جس کا معنی یہ ہے کہ میں اس وقت روزہ سے ہوں، جو اس بات کی دلیل ہے کہ نفلی روزہ کی نیت دن کو بھی کی جاسکتی ہے، لیکن فرضی روزہ کی نیت رات کو ہی کرنی ہوگی کیونکہ حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(جو بھی فجر سے قبل روزے کی نیت نہیں کرتا اس کا روزہ ہی نہیں) سنن ابوداؤد (2454) سنن ترمذی حدیث نمبر (726) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح الجامع (6535) میں اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس حدیث میں فرضی روزہ مراد ہے۔

لہذا اس بنا پر آپ کا روزہ صحیح ہے، اب رہا مسئلہ یہ کہ آیا اس روزے کا پورے دن کا اجر و ثواب حاصل ہوگا یا کہ نیت کے وقت سے؟

اس کے بارہ میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے :

اس مسئلہ میں علماء کرام کے دو قول ہیں :

اول : اسے دن کے شروع سے ہی اجر و ثواب حاصل ہوگا کیونکہ شرعی روزہ تو دن کے شروع سے ہوتا ہے۔

دوم: اسے نیت کے وقت سے ثواب حاصل ہوگا۔

اگر وہ زوال کے وقت نیت کرتا ہے تو اسے نصف دن کا اجر ملے گا، اور یہی قول صحیح ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

(اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر ایک شخص کے لیے وہی ہے جس کی وہ نیت کرتا ہے)۔

اور اس شخص نے نیت تو دن میں کی ہے لہذا اس کا اجر بھی نیت کے وقت سے حاصل ہوگا۔

لہذا راجح قول کی بنا پر اگر روزے کا اطلاق یوم پر ہوتا ہے مثلاً پیر، جمعرات، ایام بیض یعنی تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے اور ہر مہینہ کے تین روزے وغیرہ کی نیت وہ دن کے وقت کرے تو اسے اس دن کا ثواب حاصل نہیں ہوگا۔ دیکھیں شرح الممتنع (373/6)۔

اور جو شخص عاشوراء کے روزے کی نیت فجر کے بعد کرے تو اسے وہ فضیلت حاصل نہیں ہوگی جو احادیث میں بیان کی گئی ہے کہ اس سے ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں کیونکہ اس پر یہ صادق نہیں آتا کہ اس نے یوم عاشوراء کا روزہ رکھا ہے بلکہ اس نے تو دن کا کچھ حصہ روزہ رکھا ہے جو کہ اس کی نیت کے وقت سے شروع ہوا تھا۔

لیکن یہ ہے کہ اسے وہ عمومی اجر و ثواب حاصل ہوگا جو محرم کے مہینہ میں روزہ رکھنے کا حاصل ہوتا ہے کیونکہ رمضان المبارک کے مہینہ کے بعد افضل ترین روزے محرم کے ہی ہیں جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث نمبر (1163) میں بیان کیا گیا ہے۔

یوم عاشوراء اور ایام بیض وغیرہ کے بارہ میں آپ اور اسی طرح دوسرے لوگوں کا بے علم ہونے کا سب سے بڑا سبب میلادی تاریخ کا رواج ہے، جس کی بنا پر اس کا علم اسی دن ہوتا ہے، ہو سکتا ہے کہ شاید اس طرح کے فضائل کا حاصل نہ ہونا آپ اور دوسروں کے لیے طریق مستقیم پر پلنے اور تاریخ ہجری پر عمل کرنے کا باعث بنے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے مشروع کی ہے اور اسے اپنے دین کے لیے اختیار فرمایا ہے۔

اگرچہ وہ تاریخ ہجری کو اپنے خاص اعمال اور آپس میں معاملات تک ہی محدود رکھیں تاکہ تاریخ ہجری کا احیاء ہو سکے اور شرعی مناسبات و محافل یا دہانی اور اہل کتاب کی مخالفت بھی ہو سکے کیونکہ اہل کتاب کی مخالفت کرنے کا حکم بھی دیا گیا ہے، اسی طرح ہماری اور ان کی خصوصیات و شعائر میں تمیز بھی ہونی ضروری ہے اور خاص کر قمری تاریخ جو کہ پہلے انبیاء کی امتوں میں بھی رائج رہی ہے، جیسا کہ یہودی یوم عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے اور اس کا علم قمری تاریخ سے ہی علم ہوتا ہے کیونکہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی تھی، تو اس طرح یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قمری تاریخ تھی ہی رائج تھی نہ کہ شمسی تاریخ جو آج معروف ہے۔

دیکھیں شرح الممتنع (471/6)۔

ہو سکتا ہے کہ اس طرح کے اجر و ثواب کے ضائع ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ اور آپ جیسے دوسروں کو خیر و بھلائی کا حریص بنادے، وہ اس طرح کہ اس اجر و ثواب کے ضائع ہونے کی وجہ سے دل میں جو احساسات پیدا ہوں گے وہ اس میں اعمال صالحہ کرنے کی جدوجہد پیدا کریں گے جس کی بنا پر کئی قسم کی اطاعت کرنے کی وجہ سے دل پر ایک اچھا اثر ہوگا۔

اس کا اثر بعض اوقات کسی معین اطاعت سے بھی زیادہ ہوتا ہے جسے بعض لوگ کرتے ہیں اور پھر اس میں سستی و کاہلی کا شکار ہوتے اور بعض اوقات تو وہ اس کی وجہ سے غرور و فخر کرنے لگتے اور اللہ تعالیٰ پر احسان تک جتلانے سے بھی باز نہیں آتے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں اپنے فضل و کرم سے اجر و ثواب عطا فرمائے اور اپنے ذکر و شکر کی توفیق عطا فرمائے۔

واللہ اعلم.